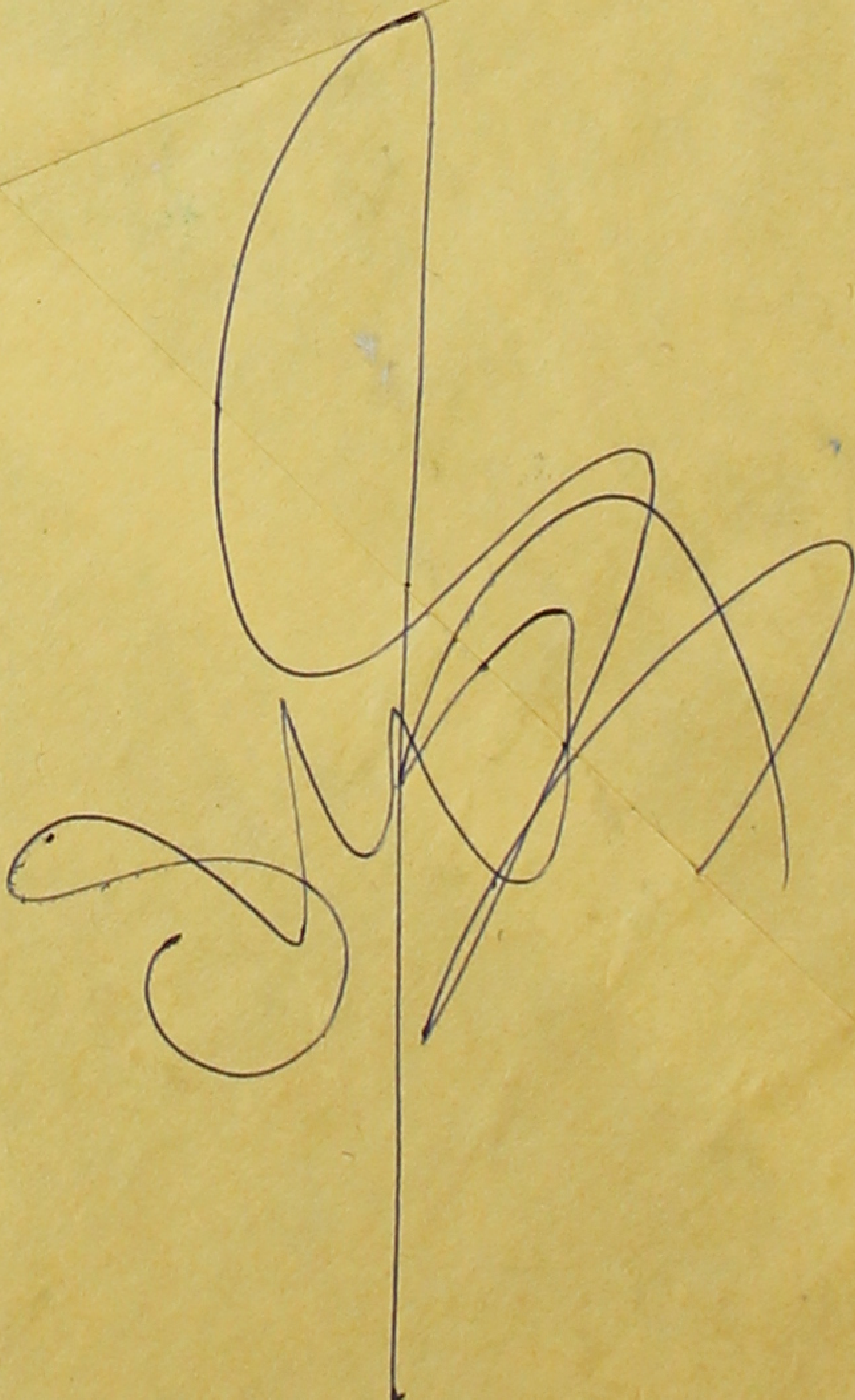
DATE LABEL

DATE LABEL



Edited (1373,

2/-

۱. اُردو شاعری -

۲. نشتر بلگرامی - مرتب

۳. بزم سخن ۲ انتخاب مشاعرہ علی گڑھ -

گلدستہ

بزم سخن

انتخاب مشاعرہ

علی گڈھ

منعقدہ ۵ نومبر سنہ ۱۹۳۴ء

بردولتکدہ جناب بابو رام سروپ صاحب روپ شملوی پریسیڈنٹ انجمن "بزم سخن"

ہیڈکلرک گورنمنٹ آف انڈیا پریس علی گڑہ،

مرتبہ

نشتر بلرامی

(کتبہ احقر العباد شبیر علی)

باہتمام اشفاق محمد علی گڑہ پرنٹنگ ورکس علی گڑہ میں چھپا

گذارش

بحمد اللہ کہ کارکنانِ انجمن کی مساعیٔ جمیلہ سے "بزم سخن" علی گڑھ کا پہلا مشاعرہ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۳۲ء کو بردولت کدہ جناب بابو رام سمردیپ صاحب ۔ ردیپ شملوی پریسیڈنٹ "بزم سخن" و ہیڈ کلرک گورنمنٹ پریس علی گڑھ منعقد ہوا۔ حسب اطلاعِ مشاعرہ حضرتِ احسن صاحب مارہروی صدر مجلس اتفاقیہ طور پر ناسازیٔ مزاج کے باعث صدارت نہ فرما سکے جس کا کارپردازانِ انجمن کو افسوس رہا۔ لیکن انکی جانشینی حضرتِ حاذق صاحب پروفیسر مسلم یونیورسٹی نے فرما کر جملہ حضار محفل کا افسوس مبدل بہ مسرت کر دیا اراکین بزم بخلوص قلب آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ حاذق صاحب سخن گو اور سخن فہم ہونے کے علاوہ اعلیٰ قادر الکلام اور بہترین مقرر بھی ہیں۔ آپ اس خوبی سے تکمیل صدارت فرماتے ہیں کہ مجمع آخر وقت تک سکون کے ساتھ جمع رہتا ہے اور وقتاً فوقتاً آپ کے لطفِ کلام سے حظائظ سخن اٹھا کر پھڑک جاتا ہے۔ یوں تو حاذق صاحب آج تک جس مجلس کے صدر منتخب ہوئے ہیں وہ ہر پہلو سے کامیاب رہی ہے لیکن اس مشاعرہ نے جس خوش اسلوبی کے ساتھ نمایاں اور شاندار کامیابی حاصل کی ہے وہ ایک عرصہ تک غیر فانی یادگار رہیگی۔

سکریٹری مشاعرہ آل احمد صاحب فلک کاظمی کپتان فٹبال ٹیم گورنمنٹ آف انڈیا پریس علی گڑھ ہر طرح سے لائقِ مبارکباد ہیں جن کے حسن انتظام سے مہمانوں کو

ہر قسم کا آرام بہم پہونچا، اور وہ ایک گہرا نقشِ محبت، دل میں لیکر نہایت خوشی و مسرت کے ساتھ رخصت ہوئے۔

بیرونی شعرا میں حضرت ابر گنوری حضرت قیس مینڈوی، حضرت تاج میرٹھی، حضرت ست گنوری وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

بانیان "بزم سخن" کا خیال ہے کہ مستقل طور پر ایک ماہانہ مشاعرہ ہوتا رہے جس سے دنیائے ادب میں ایک رسالہ کا اضافہ بھی ہو اور جمیع شعرا کا کلام بھی شائع ہو کر زمانہ کی نظر سے گذرتا رہے ہزاروں شاعر ایسے ہیں جن کا کلام منصۂ شہود پر نہیں آیا اور انھیں کے ساتھ زیرِ زمین دفن ہو گیا یا ہو جائیگا۔ اگر ارباب ہمم مدد فرمائیں اور اس طریق عمل کو بہتر سمجھیں تو ہزاروں میں سے پچیس ۲۵ ایسے حضرات پائیں جو ایک سال تک ایک ایک روپیہ ماہانہ عطا فرماتے رہیں اس طرح رسالہ ایک سال کے اندر اپنا خرچ آپ برداشت کرنے کا متحمل ہو جائے گا۔

اور اس صلہ میں جب تک رسالہ جاری رہے گا اُنکی خدمت میں بلا قیمت حاضر ہوتا رہے گا۔ غزلیں جس ترتیب کے ساتھ مشاعرہ میں پڑھی گئیں اسی طرح درج کی گئی ہیں۔

خاکسار

نشتر بلرامی

نوٹ۔ بزم سخن کے متعلق جملہ خط و کتابت نشتر بلرامی ایڈیٹر زندگی علی گڑھ سے ہونی چاہیئے۔

ہدیۂ تشکّر

میں نہایت خلوص و ادب کے ساتھ جناب محترم مولانا محمد حاذق صاحب حاذق پروفیسر مسلم یونیورسٹی کی خدمت میں ہدیۂ شکر پیش کرتا ہوں کہ بلارسم وراہ ممدوح نے میری درخواست قبول فرماکر صدارت فرماتے ہوئے شرف افتخار بخشا اور ماسوا اخلاق انسانی کے شاعرانہ اخوت سے کام لیکر ہمیشہ کے لئے مرہون منت فرمایا

شکرگذار

رام سروپ، روپ

اطلاع عام

"بزم سخن" کا دوسرا مشاعرہ ۸-۹- فروری ۱۹۳۲ء کو نمائش گاہ علی گڑھ میں منعقد ہوگا جس کا انتظام کارکنانِ بزم ابھی سے اعلیٰ پیمانہ پر کر رہے ہیں۔ مصرعہ طرح یہ ہوگا

نمائش گاہِ عالم کا بھی منظر، خوب منظر ہے

قافیہ ردیف

ہے ابھی تشریف آوری محفل مشاعرہ کی زینت ہا

25/12

مصرعہ طرح

پردہ پوشی کر رہی ہے آج عریانی مری

اسرارِ حقیقت ۱

جناب صوفی سید عبدالرؤف صاحب رحمانی صوفی بھوروی ضلع علی گڑھ

نشۂ صہبائے غفلت تھی جو نادانی مری
بنگئی اندوہ ہستی ایک حیرانی مری

زلف آشفتہ نگاہیں رہتی ہیں کیوں بیقرار
تم پشیماں کیوں ہوئے یہ تھی پریشانی مری

کام کب آئیگا میرا جذبہ بے اختیار
اضطرابِ دل کی صورت ہے پریشانی مری

تیرے اسرارِ حقیقت سے میں کچھ واقف ہوا
بنگئی بیگانۂ عالم پریشانی مری

اس کی بزم ناز سے صوفی نہیں خالی رہا
فکر دانائی میں تھی اندوہِ نادانی مری

سوزشِ دل ۲

جناب شفیق احمد صاحب شفیق متعلم درجہ دہم مسلم یونیورسٹی اسکول علی گڑھ

بڑھ گئی وحشت کے ہاتھوں اور حیرانی مری
دیکھتا ہوں حسن کی دنیا ہے دیوانی مری

منتشر دیکھا تو پیدا ہو گیا اک انتشار
گیسوؤں سے پوچھئے وجہ پریشانی مری

جھک کے کعبہ کی طرف کرتا ہوں سجدہ دیر کو
میری دانائی سے بڑھ جاتی ہے نادانی مری

جان نکلی تھی کہ پھینکا قبر میں احباب نے
کسقدر دوبھر ہوئی بے ساز و سامانی مری

مجھے سمجھا ے اپنا کلیجہ ہلا لیا - ہمنے تو کہہ یا تھا نہ سنئے فغان دل

رات بھر بے چین رکھا شورش دل نے شفیق
جاگتے تاروں سے پوچھو تم پریشانی میری

نگاہِ لطف

جناب ایم۔ اے صاحب باقی انصاری حبیب والوی متعلم درجہ دہم مسلم یونیورسٹی ہائی اسکول علی گڑھ

پھر بہار آئی بڑھی پھر کفر سامانی مری — پائے ساقی پر جھکی جاتی ہے پیشانی مری
تمنے چھوڑا ہے مجھے میں زندگی کو چھوڑ دوں — راس آتی ہے نظر مجھکو یہ قربانی مری
رحم کھا کر ہوگئی تھی ساتھ یہ میرے مگر — اب پریشاں ہوگئی مجھسے پریشانی مری
حشر میں پیش خدا ہوں اُنسے گھبرایا ہوا — راز افشا کر نہ دے یہ آج حیرانی مری
تم نگاہِ لطف ہی بڑھ کر اسے سمجھا نہ دو — اب اثر سے کام لیتی ہے پریشانی مری
جا نکرو حشتی کوئی کرتا نہیں کچھ اعتراض — پردہ پوشی کر رہی ہے آج عریانی مری

ترک الفت کی فقط ہے آرزو باقی رہی
وہ جنوں کا جوش باقی ہے نہ جولانی مری

چراغِ صبح

جناب اوم پرکاش صاحب آدم طالبعلم دھرم سماج انٹر کالج علی گڑھ

درسِ عبرت بن گئی یہ جاکر دامانی مری — ایک بامعنی تخیل ہے پریشانی مری
بنگئے سب اہلِ محفل آج تصویرِ سکوت — آئینوں پر چھا گئی بے طرح حیرانی مری

تپلیاں پتھراگئیں سانس اکھڑی نبضیں چھپ گئیں
اب چراغِ صبح ہے شام پریشانی مری

دل میں کچھ دن تو رہے چشم فسوں گر کا خیال
پھر نکل جائے اس آئینہ سے حیرانی مری

تیری زلفوں میں تو شاید اسقدر الجھن نہیں
بڑھ گئی حد سے زیادہ کیوں پریشانی مری

رحم کر اے جوشش حب چمن اب رحم کر
رات دن صیاد کرتا ہے نگہبانی مری

اپنی قسمت کا لکھا تو مٹ نہیں سکتا ہی اوجؔ
خیر جو کچھ بھی دکھائے مجھکو پیشانی مری

صدمۂ ہجر

جناب بابو لشمبر دیال صاحب غنیؔ ہیڈ ماسٹر بی ہائی اسکول علی گڑھ

تمکو حیرت اور ہو گی سُن کے حیرانی مری
حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے اب پریشانی مری

بولو تمہیں پر منصفی ہی تو تمہیں کہدو جناب
کونسی وہ بات تھی جو آپ نے مانی مری

گل حسینان جہاں سے بے رخی میں ساز جو کی
میری دانائی کو سمجھے لوگ نادانی مری

تم جفاؤں پر تلے ہو میں وفا بردار ہوں
اُف رے دانائی تمہاری اُف رے نادانی مری

خود تمہیں معلوم ہو جائینگے صدمہ ہجر کے
دو ہی دن کو مانگ لو مجھسے پریشانی مری

بزم سے اپنی اٹھایا ہے عدو کے سامنے۔
ہو گئی ہاں ہو گئی سب آبرو پانی مری

میں پریشانی کا عادی ہو گیا ہوں اے غنیؔ
دیکھ کر تم کیوں پریشاں ہو پریشانی مری

چشمِ گریاں

جناب سید نصیر احمد صاحب نصیرؔ قمری علی گڈھی

کر گئی دنیا میں رسوا چاک دامانی مری
ایک تماشا بن گئی وحشت میں عریانی مری

ہائے یہ بزمِ عدو یہ اشک افشانی مری
کس جگہ آکر ہوئی ہے آبرو پانی مری

قبر میں بھی ساتھ جائیگا یہ غم اے باغباں
موسمِ گل میں ہوئی ہے خانہ ویرانی مری

خاک سر پر چشمِ گریاں چاک دامن دل اداس
قابلِ عبرت ہے وحشت میں پریشانی مری

میں نے جب مانگے ہوئے جو اپنے دلکو دے دیا
اے نصیرؔ اس میں خطا کیا انکی نادانی مری

پریشانیاں

جناب مصطفٰے علی صاحب اخضرؔ بریلوی۔

ان سے گر شکوہ کروں بیشک ہے نادانی مری
جب پریشانی کا میں ہوں اور پریشانی مری

آج دنیا ہے شریکِ چاک دامانی مری
بن گئی حسنِ مجسم اب پریشانی مری

بے ہوش ہے پوچھ لی گر وجہ حیرانی مری
ورنہ میں کیا چیز ہوں کیا ہے پریشانی مری

وہ بھی کیا انسان ہے جو زندگی تک ساتھ دے
قبر میں بھی ساتھ جائے گی یہ پریشانی مری

گر پریشانی بھی کوئی بانٹنے کی چیز ہو
بانٹ لیں احباب لے جا کر پریشانی مری

یہ نظر آتے ہیں کالے سانولے بادل جو آج
سایۂ زلفِ دوتا میں ہے پریشانی مری

جانتا ہوں غیر کی کرنی پڑیں گی منتیں کھینچ کر لے جائیگی مجھکو پریشانی مری
خاک میں ملکر پریشاں ہوگا ہر ذرہ مرا ذرہ ذرہ سے عیاں ہوگی پریشانی مری
چشم حیرت بنکے رہجائیگی دنیا دیکھنا۔ آج وہ منظر دکھائیگی پریشانی مری
آج یہ بکھرے ہوئے گیسو سنورنے سے رہے آج تجنے دل سے دیکھی ہے پریشانی مری
اُنکی زلفوں سے سبق لیتی ہے شام ہجر کا
طفل مکتب ہے ابھی اخضر پریشانی مری

ننگ جنوںؔ

جناب نشرؔ صاحب مینڈوی

حور و غلماں ایک دن چومینگے پیشانی مری تو سلامت ہی اگر اسے پاکدامانی مری
زندگی سے تنگ ہوں مشہور ہوں ننگ وجود جانے اور اب کیا دکھائے مجھکو پیشانی مری
شامت اعمال کی تاثیر کا شیرازہ ہے باعث تذلیل ہونا پاکدامانی مری
طور پر موسیٰ سے کہتی تھی تری شان جلال تو نے اپنے ہوش کھو کر شان پہچانی مری
چارہ گر سے مرتے مرتے کہہ گیا بیمار غم میں نہ کہتا تھا کہ لاحاصل ہی درمانی مری
اے جنوں ننگ جنوں مجھکو کہیگا کل جہاں نامکمل رہگئی گر چاک دامانی مری
جراءت جامہ دری ہر گز نہ کی مجھکو عطا
نشرؔ وحشت نے نہ جب تک شان پہچانی مری

دریائے رحمت ۹ء

جناب عبدالرحیم صاحب تاباںؔ سرائے سلطانی علیگڑھ

جان جائے تو پئے محبوب سبحانی مری ۔۔۔ ہو تو ہو اللہ کے رستہ میں قربانی مری
گر نہ لیتے تم خبر محبوب یزدانی مری ۔۔۔ حشر کے دن ہو ہی جاتی آبرو ریزی مری
آگیا اللہ کا دریائے رحمت جوش میں ۔۔۔ حشر کے روز آگئی کام اشک افشانی مری
بعد مردن بھی رہے گا زلف احمد کا خیال ۔۔۔ قبر میں بھی ساتھ جائے گی پریشانی مری
شام فرقت یاد گیسوئے شہ لولاک میں ۔۔۔ سورۂ والیل پڑھتی ہے پریشانی مری
کشتی امت یہ بولی دیکھ کر منجدھار کو ۔۔۔ لو خبر جلد آکے اے محبوب سبحانی مری

اے میں قرباں خواب میں یوں کہہ رہے ہیں مصطفیٰ
دیکھ لے جی بھر کے تاباںؔ شکل نورانی مری

زلف رسا ۱۰ء

جناب محی الدین صاحب محیؔ علی گڑھ

اس قدر بڑھ جائے مشق چاک دامانی مری ۔۔۔ میں پریشانی کا ہو جاؤں پریشانی مری
لطف تو جب ہے تری زلف رسا کی کہیں ۔۔۔ ہاتھ بھر آگے نکل جائے پریشانی مری
اگر بت کافر کے آگے ہائے میں سجدہ کروں ۔۔۔ کس کے قدموں پر جھکی جاتی ہے پیشانی مری
آشیاں تو آشیاں میرا قفس بھی جل گیا ۔۔۔ فصل گلشن کو مبارک خانہ ویرانی مری

اے فریبِ شوق خود بینی نہ یوں مجبور کر۔ دیکھ کر آئینہ بڑھ جائیگی حیرانی مری
بزمِ دنیا میں ہمیشہ کیلئے آیا ہے کون خود رفع ہو جائے گی اکدن پریشانی مری
جوشِ گریہ میں اگر آنسو نکل آئے کہیں۔
اے مُحی ہو جائے گی سب آبرو پانی مری

جوشِ وحشت ۱۱

جناب بابو جگدیش پرشاد صاحب درسو جیگنج علیگڈھ

یاد کیا ہو گی چمن کو اب مہربانی مری ٭ گُل ہیں داغ اور نغمۂ بلبل غزلخوانی مری
آئینہ رو کی محبت سے ہے حیرانی مری صاف آتی ہے نظر دیکھے سو نادانی مری
جوشِ وحشت تیرے صدقہ ای جنوں تیرے نثار پردہ پوشی کر رہی ہے آج عریانی مری
نیمچہ کیا یاں تو پنجہ موت کا بھی مڑ گیا ہے بہت ہی سخت اے قاتل گراں جانی مری
خوب مجھکو خوب مجھکو اے گلو اے بلبلو
دو دعا مجھکو رہے آباد ویرانی مری

یک چشم ۱۲

جناب زاہد رضا خاں صاحب کباب بنی اسرائیلاں علی گڑھ

اپنی حد سے بڑھ گئی ہے یوں پریشانی مری اپنے میکہ جائے گی محبوبۂ ثانی مری
مینڈکی اور مینڈکے میں گفتگو تھی رات کو میں مہاراجہ ہوں گویا تو مہارانی مری،

ہیں حسین جتنے بھی آجائے انھیں جاڑہ بخار
تب کہیں معلوم ہو انکو پریشانی مری

یہ سنا ہے ہو گیا معشوق یک چشمِ دگر
رو رہا ہوں کیونکہ حسرت ہو گئی کانی مری

پہن کر آئے ہیں سو ٹربے بٹن کا دیکھنا
انکی گردن میں پڑی ہے چاکِ دامانی مری

اُٹھ کے آیا ہوں کسی کی بسترِ راحت سے میں
دیکھ لو یارو کہ ہے کیا شکل نورانی مری

مر گیا ہوں ایک سلے کی محبت میں کباب
ہو رہی ہے بینگنوں پر فاتحہ خوانی مری

دلِ ناکام ۱۳

جناب بابو سردار بہاری لعل صاحب ماظر سردار قانونگویان علیگڈھ

ترکِ مے سے مٹ گئی ساری پریشانی مری
دل بھی روشن ہے مرا صورت بھی نورانی مری

ضبط کھو کر ہوں پشیماں ہائے نادانی مری
تھی مری تقدیر ہی میں خانہ ویرانی مری

خیر ہو یارب شبِ فرقت دلِ ناکام کی
شام ہی سے بڑھتی جاتی ہے پریشانی مری

برق بھی دشمن ہے میری چرخ بھی صیاد بھی
اب تو کچھ منظور ہے قدرت کو ویرانی مری

تیرا صدقہ ہے کہ میں مقبولِ عالم ہو گیا
تیرا دیوانہ ہوں میں دنیا ہے دیوانی مری

بعدِ مردن اور تو اپنے نہ کام آیا کوئی
کی مگر اک بیکسی نے فاتحہ خوانی مری

رات دن سردارؔ رہتا ہے کوئی پیشِ نظر
مرتے دم تک اب کہیں مٹتی ہے حیرانی مری

آتشِ گل ۱۴

جناب ایم۔ اے نقوی صاحب بزمؔ علیگڑھ

میرے ہاتھوں خود ہوئی ہے خانہ ویرانی مری
یہ مرا جوشِ جنوں ہے یا ہے نادانی مری

برہمی میں رخ سے زلفوں کو ہٹانا بار بار
میرے حق میں ہو گئی راحت پریشانی مری

ہو گئے افسردہ دل وہ جاں بلب پا کر مجھے
اُن کے آنے سے بڑھی تکلیف روحانی مری

خندہ زن ہو میری وحشت پر نہ دامانِ بہار
اے قبائے گل چھپا لے چاک دامانی مری

بت پرستانِ حرم کا قبلۂ حاجات ہوں
آستاں بوسِ صنمخانہ ہے پیشانی مری

ہیں نگاہوں میں مری سب عشوہ و اندازِ حسن
راہ رسمِ عشق ہی جانی و پہچانی مری

پہلے اپنے حسنِ رخ کو آئینہ میں دیکھئے
بعد اس کے پوچھئے پھر مجھ سے حیرانی مری

آشیاں پھونکا لگا دی آگ صحنِ باغ میں
آتشِ گل بن گئی آتش بدامانی مری

بزمؔ ہے ہنگامہ آرائے جہاں میرا وجود
میرے دم سے ہے نہاں بے ساز و سامانی مری

منظرِ حیرت ۱۵

جناب احمد نور خاں صاحب حشرؔ تلمیذ حضرت قیسؔ منیڈوی

ہو عیاں کیونکر شبِ فرقت پریشانی مری
ہے تصور میں نہاں تسکین روحانی مری

میں نے ان سے حالِ دل بیخود رفتہ کہدیا
دیکھئے اب رنگ کیا لائے یہ نادانی مری

ایک ہنگامہ ہے گھر سے تالحد احباب کا — اُٹھنے سا اب نوں یہ یہ بے ساز و سامانی مری
قصۂ یوسف زلیخا از سرِ نو تازہ ہو — اُن کے ہاتھوں سے اگر ہو چاک دامانی مری
کل تو آمد کی خوشی تھی آج ہے رخصت کا غم — منظرِ عبرت ہوا کچھ دو دن کی مہمانی مری

اب نہ کعبہ کی تمنا ہے نہ بتخانہ کا شوق
حشر اک نقشِ قدم ہے اور پیشانی مری

۱۶

لطفِ بیچینی

جناب قاری سید مظفر علی زیدی صاحب مظفر نگینوی سر اکیم علیگڑھ

لطفِ بیچینیِ شبِ غم ہے پریشانی مری — درد کی لذت سے حیرت میں ہے حیرانی مری
اپنے سجدوں کی بھی تو ہوتی نہیں مجھسے شمار — جھکتی ہے اُس سنگِ در پر جبکہ پیشانی مری

جانتے ہیں اے مظفر مجھکو سب اہلِ سخن
اور سمجھتے ہیں کہ جو کچھ ہے سخندانی مری

۱۷

دامنِ عصمت

جناب ظفر احمد صاحب ظفر شیروانی بہرامپوری

دیکھئے دھو کا مجھی تحریرِ پیشانی مری — پھر گئی آ کر اجل صورت نہ پہچانی مری
خوں بہا کر بھی نہ کی قاتل نے مہمانی مری — عید کے دن بھی نہ سمجھی فرض قربانی مری
دشتِ وحشت میں نہیں بیوجہ عریانی مری — حسن کی بے پردگی ہے چاک دامانی مری

چرخ والونکو بھی میرے حال پر رحم آگیا ۔ بجلیاں گرنے لگیں اب تو نگہبانی مری
ربطِ حسن و عشق چھپ سکتا تو چھپتا بزم میں ۔ آپ کی زلفوں نے کی ظاہر پریشانی مری
تر نظر آئیگا ہر دامانِ عصمت حشر میں ۔ دیکھنا کیا گل کھلائے اشک افشانی مری
آرہا ہے روبرو کس کا تصور بار بار ۔ آئینہ سے مل رہی ہے آج حیرانی مری
چاک کر ڈالے گلوں نے پیرہن گلزار میں ۔ اہل گلشن نے مٹائی رسمِ عریانی مری

ہنس دیا کوئی ظفر میرے نشانِ سجدہ پر
جگمگا اٹھی یکایک لوحِ پیشانی مری ⁂

محروم وصل ۱۶

جناب غلام حسین صاحب رنگینؔ اترولوی ضلع علی گڑھ

کر گئی کام آج دانائی کا نادانی مری ۔ دیر تک دیکھا کئے وہ چاک ایمانی مری
کھینچ لو پہلے سے اپنا تیر پہلو سے مرے ۔ گر نکالا چاہتے ہو جاں بآسانی مری
تھا انھیں قطروں میں پنہاں عمر بھر کا رازِ عشق ۔ بہ کے دو اشکوں نے کر دی آبرو پانی مری
کیا سمجھکر نام رکھا ہے مرا محرومِ وصل ۔ آپ نے پڑھ لی ہے کیا تحریرِ پیشانی مری
تم برائے فاتحہ آؤ تو یہ پہچان ہے ۔ بیکسی کرتی ہے تربت پر نگہبانی مری
قطع ہو جاتی اگر امید ملنے کی ترے ۔ داستانِ دردِ غم ہوتی نہ طولانی مری

دردِ دل اپنا بیاں کرتا ہوں ہر اک بیت میں
کچھ نہیں اسکے سوا رنگینؔ غزلخوانی مری

۱۹ اشکِ ندامت

جناب عباس علی صاحب شررؔ گنوری حال علیگڑھ

یہ تمنا ہے دلِ محبوب ربانی مری
آپ کا نقشِ قدم ہو اور پیشانی مری

ان کے سجدہ کو جھکی جس وقت پیشانی مری
آبرو کرنے لگے زنداں میں زندانی مری

چشمِ گریاں ضبط کر اشکِ ندامت ضبط کر
سامنے اُن کے نہ کر تو آبرو بانی مری

تم بھی ہو جاؤ اگر عاشق کسی کی زلف پر
پھر تمہیں معلوم ہو جائے پریشانی مری

میں ہوا نذرِ قفس اور آشیانہ نذرِ برق
اس طرح سے ہو گئی ہے خانہ ویرانی مری

بھول کر اک مجھ سے سجدہ سوئے کعبہ ہو گیا
کر گئی ہے کام دانائی کا نادانی مری

اس طرح دشمن بھی دنیا میں کوئی بے گھر نہ ہو
اے شررؔ جیسے ہوئی ہے خانہ ویرانی مری

۲۰ گیسوئے پیچاں

جناب محمد انوار الرب صاحب گلزارؔ کریمی میرٹھی شمشاد بلڈنگ علیگڑھ

نزع میں صورت نہ دیکھو او دشمنِ جانی مری
روح آنکھوں سے نہ نکلے گی با آسانی مری

جانے کیا کہہ آئے حالت اُن سے زندانی مری
اب نگہباں بھی نہیں کرتے نگہبانی مری

خاک میں مجھ کو ملا کر پڑھ رہے ہو فاتحہ
اب خیال آیا مرا اب قدر پہچانی مری

تیر انکا کیوں نکل آیا کلیجہ سے مرے
میہماں کو کیا پسند آئی نہ مہمانی مری

گیسوئے پیچاں کے سلجھانے سے فرصت ہو کہاں — اُس ستمگر کی بلا دیکھے پریشانی مری
اے خدائی کی خود آرائی خدا حافظ ترا — اب بتوں کے سامنے جھکتی ہے پیشانی مری
ہے سحر کی بھی یہی صورت یہی پھولوں کا رنگ — ہر طرف پھیلی ہوئی ہے چاک دامانی مری
تم نے کیوں میری پریشانی پہ زلفیں کھول دیں — بڑھ گئی یہ دیکھکر دونی پریشانی مری

سننے والا ہو تو اے گلزار ہے لطفِ سخن
دیکھ لینا موسمِ گل میں گل افشانی مری

حسن و عشق (۲۱)

جناب سید مصطفیٰ حسین صاحب منظر جلیسری (ایٹہ)

حسن قائم ہی تو قائم ہے پریشانی مری — عشق دیوانہ ہے اُسکا وہ ہے دیوانی مری
پھول کھلتے ہی بڑھی ایسی پریشانی مری — بنگئی ننگِ زمانہ رسمِ عریانی مری۔
بیخودی میں چوم بیٹھا نقشِ پائے یار کو — جگمگا اٹھی ہے ہر سجدے پہ پیشانی مری
میں پشیماں وہ پشیماں اہلِ محشر سرنگوں — کیا بھری محفل پہ طاری ہے پشیمانی مری
تنکا تنکا آشیاں کا بادِ صرصر لے اڑی — دید کے قابل نہ رکھی خانہ ویرانی مری
میں پریشاں کیا گیا جمع پریشاں ہو گیا — حشر والوں سے کوئی پوچھے پریشانی مری
آپ کو فرصت کہاں ہے گیسوؤں کی فکر سے — آپ کیا سمجھیں کہ ہے کیسی پریشانی مری
کرکے برباد چمن صیاد پچھتایا مجھے۔ — ہر جگہ آباد دیکھی خانہ ویرانی مری
آئی بھی تو کب وہ آئے دیکھنے منظر مجھے — ہو رہی تھی قبر پر جب فاتحہ خوانی مری

۲۲ نامۂ اعمال

جناب مرزا عبدالمجید صاحب مجید کولوی

تھی کبھی کچھ نا آشنا مجھ سے پریشانی مری
کھو کے دل اب میں ہوں یا آشفتہ سامانی مری

دیکھ کر جوشِ جنوں میں چاک دامانی مری
میرے احبابوں نے بھی صورت نہ پہچانی مری

دھل گئے ہیں حرف میرے نامۂ اعمال کے
کام آئی حشر کے دن اشک افشانی مری

آپکی تصویر کیا نقشہ مری حسرت کا ہے
آپ کی تصویر کا نقشہ ہے حیرانی مری

دل بھی خوں ہو کر جگر بھی خون ہو کر بہ گیا
عشق میں کیا کیا ہوئی ہے خانہ ویرانی مری

ہر کسیکے سنگِ در پر اب تو جھک جاتا ہے سر
اس قدر مانوس ہے سجدوں سے پیشانی مری

کس کی ہوتی ہے یہ دنیا اس کا یہ دستور ہے
آج دیوانی تمہاری کل ہے دیوانی مری

آ رہے ہیں آج وہ تسکینِ دل بنکر مجید
ڈھونڈ لے اپنا ٹھکانا اے پریشانی مری

۲۳ دردِ دل

جناب خلیل الرحمٰن صاحب سالک سرائیلی علی گڑھ

اک تماشہ بن گئی ہے آج عریانی مری ::
میں ہوں دیوانہ ترا دنیا ہے دیوانی مری

بے وجہ شاید نہیں ہے خانہ ویرانی مری
گیسوؤں سے پوچھئے وجہ پریشانی مری

اے نگاہِ نازِ قاتل اس طرف بھی ایک وار
موجبِ تکلیف بے حد ہے گراں جانی مری

داستانِ دردِ دل سن لیجئے سن لیجئے — آپ پر روشن تو ہو جائے پریشانی مری
بندۂ صدق و صفا ہوں خوگرِ تسلیم ہوں — اس کو دانائی سمجھ لو تم کہ نادانی مری
ساقیٔ جاں بخش ہو مجھ پر بھی نگاہِ التفات — روح فرسا ہو چلی ہے چاک دامانی مری
کون ہے پیشِ نظر یہ غیرتِ مہرِ منیر — بڑھ چلی ہے اپنی حد سے آج حیرانی مری
میں محبت کیش ہوں دیر و حرم سے کیا غرض — وہ جہاں بھی ہو وہاں جھکتی ہے پیشانی مری

مضطرب ہو کر چلا جاتا ہوں صحرا کی طرف
حد سے بڑھ جاتی ہے جب سالکؔ پریشانی مری

جلوۂ حیراں

جناب بابو رام سروپ صاحب روپؔ شملوی پریسیڈنٹ "بزمِ سخن"
و ہیڈ کلرک گورنمنٹ پریس علی گڑھ

دھل گئی اشکوں سے جب آلودہ دامانی مری — بھا گئی شانِ کریمی کو پشیمانی مری
کہنے دیتی ہی نہیں کچھ منہ سے حیرانی مری — دردِ دل اٹھ کر بتاتی ہے پریشانی مری
بڑھ گئی ہے اسقدر اب تو پریشانی مری — آئینہ نے بھی نہ صورت آج پہچانی مری
پھر سوئے بحرِ تلاطم خیز ہے کشتی رواں — پھر ڈبوئے گی کہیں اشکوں کی طغیانی مری
جام بھی ہے ابر بھی مینا بھی جب ساقی نہیں — تیز تر ہے بھی زباں پر کیوں نہو پانی مری
اب کہاں وہ ولولہ وہ جوش وہ پروازیاں — مدتیں گذریں طبیعت ہو گئی پانی مری
کر کے خود برباد دیکھو یہ ستم صیاد کا — پوچھتا ہے پھر مجھی سے خانہ ویرانی مری

کچھ تفنگ و تیر کے ٹکڑے تھے کچھ شمشیر کے | بعد مردن دوستوں نے خاک جب چھانی مری

اُن کی جانب بھی نہ دیکھوں رُوپ یہ تاکید ہے
اور یہاں منہ تک رہی ہے اُنکا حیرانی مری

انقلابِ عالم[۲۵]

جناب شری کرشن دیال صاحب بہارؔ علیگڑھ

سوچ اور کچھ قدر کر او یوسفِ ثانی مری | یادگارِ مصر ہے یہ چاک دامانی مری
دیکھتا ہے ایک عالم چاک دامانی مری | ہے جنوں دیوانہ تیرا دنیا ہے دیوانی مری
حشر ڈھائیگی جواں ہو کر تری انگڑائیاں | ہر رگِ مستی میں شامل ہے پریشانی مری
مانگ کر لایا ہوں دو دن کیلئے عمرِ عزیز | قدر کر اے انقلابِ عالمِ فانی مری
کچھ تو وہ چشمِ حیا پر وار اڑا کر لے گئی | بانٹ لی کچھ آئینوں نے مل کر حیرانی مری
کاش دو دن برق سے محفوظ رہتا آشیاں | موسمِ گل ہی نہ ہوتی خانہ ویرانی مری
احتیاط اور خوابگاہِ زلف ہیں یہ احتیاط | چھو نہ جائے دامِ کاکل سے پریشانی مری
تیغ کی صورت نہ نکلی کوچۂ گیسو میں مانگ | بیچ سے دو ہو کے رہ جاتی پریشانی مری

پھونک دی صیاد نے شاخِ نشیمن تک بہارؔ
اور کیا ہوتی چمن میں خانہ ویرانی مری

تلمیذ حضرت دبیر انصاری گنوری

ہجوم شوق ۲۶

جناب شمیم صاحب نظامی جلیسری

حدِ آخر پر قفس میں ہی پریشانی مری ہے روا صیاد ایسے وقت قربانی مری
گھر کو میں صحرا نہ کر دیتا یہ ممکن ہی نہ تھا ساتھ آئی تھی ازل سے خانہ ویرانی مری
مصلحت یہ ہی کہ میں آباد اب صحرا کروں میرے گھر میں آبسیگی خانہ ویرانی مری
جس میں رہ جائے مری وقت پسندی کی بھی لاج کم سے کم اتنی تو ہو دشوار آسانی مری
سوچ لے کچھ ای ہجوم شوقِ سجدہ سوچ لے آستاں بن کر رہی جاتی ہے پیشانی مری
تاک میں صیاد درباں برق دشمن باغباں یاس سے تکتی ہے مجھکو خانہ ویرانی مری
برگ میں تو گل میں تو بستی میں تو صحرا میں تو بڑھ گئی اس آئینہ خانہ میں حیرانی مری
عشق کی نیرنگیوں کو آئینہ میں دیکھکر خود مری آنکھوں نے صورت تک نہ پہچانی مری

تجھ سے چھٹ کر آج تک آوارہ ہوں مثلِ شمیم
ہو سکے تو دیکھ جا تو بھی پریشانی مری

آئینہ بردوش ۲۷

جناب ابو العرفان مست انصاری حسنی گنوری

دن نکلتے ہی ہوئی افزوں پریشانی مری روکشِ شبہائے غم ہے صبحِ حیرانی مری
عکس میں اُن کے ہوئی ہے جذب حیرانی مری کھینچ لے تصویر اب ایسے میں ای مانی مری

پڑ رہی ہیں مجھپہ نظریں کس لئے مژگاں بدوش | آپ کو ہستی ہے کیا کانٹوں میں الجھانی مری
میری یہ عزت نہیں مجھسے تو یہ ممکن نہیں | آستانِ غیر پر جھک جائے پیشانی مری
شاخ جھلسی آشیاں سُلگا لگی گلشن میں آگ | ہائے عالم سوز ہے کیا خانہ ویرانی مری
ہر جگہ دنیا میں ڈالیگی بنائے آستاں | ذرہ ذرہ پر جھکی پڑتی ہی پیشانی مری
جس نے دیکھا ایک نظر مجھکو وہ حیراں ہو گیا | آئینہ بردوش ہے دنیا میں حیرانی مری
المدد ای ناخدائے بحر الفت المدد | کشتیٔ ہستی ہوئی جاتی ہے طوفانی مری
موت آ اور سہل کر دے نزع کی دشواریاں | ہو چلی بے کار ہر تدبیر امکانی مری
جب نشیمن جل چکا پھر بجلیوں کا خوف کیا | ہی سبکدوشِ مصائب خانہ ویرانی مری

بادہ نوشانِ سخن کے ہوش گم ہو جائیں گے
مست بد مستی میں جب ہوگی غزلخوانی مری

خیالِ یار ۲۸

جناب آلِ احمد صاحب فلک کاظمی سکرٹیری مشاعرہ

دستِ وحشت اس طرح کر چاک دامانی مری | پردہ پوشِ حسن بن جائے کچھ عریانی مری
خوب ہنس لو ہے ابھی پردہ میں عریانی مری | خوں رلائیگی تمھیں بھی اشک افشانی مری
ہر حسیں نے بیٹھ کر کی فاتحہ خوانی مری | خاک مرقد دامنوں میں باندھکر جانی مری
تیرے سنگِ در سے میری سر کا اٹھنا ہی محال | کچھ سمجھ کر ہی جھکی ہے آج پیشانی مری
سی رہا ہوں خار صحرا سے میں ملبوس جنوں | کام کچھ آہی رہی ہے چاک دامانی مری

بند کرتے ہی نگاہیں کھل گیا رازِ حیات — موت میری زندگی تھی زندگی فانی مری
ہر جگہ جھکنے کی پیشانی کو عادت بھی نہیں — جھک کے اٹھ جائے نہیں ایسی بھی پیشانی مری
کیا ضرورت ہو کہ کھینچیں آپ شمشیرِ نگاہ — مجھکو دو بھر ہو رہی ہے خود گراں جانی مری
عمر بھر کیا ساتھ دیگی صبح تک بجھ جائیگی — حرص کرلے رات بھر شمع شبستانی مری
صبح تک دیکھا کیا مرے تڑپنے کی بہار — کی خیالِ یار نے شب بھر نگہبانی مری

گردشِ قسمت فلک یہ ہے کہ جس پر ناز تھا
آج اس ظالم نے صورت بھی نہ پہچانی مری

۲۹ے

دیدۂ حیرت

جناب کنور شکور حسین خاں صاحب قیسؔ رئیس ہینڈو ضلع علیگڑھ

آپ پوچھیں دیدۂ حیرت سے حیرانی مری — سنئے گیسوئے پریشاں سے پریشانی مری
ذبح کرتے کرتے خنجر کے عیوض خود کھنچ گیا — برہمی نے تیری کی دشوار آسانی مری
دیکھ لینا سجدہ گاہِ عاشقاں بنجائے گی — اپنے در پر ٹکنے رہنے دی جو پیشانی مری
ایک اک قطرہ میں سو سو حسرتیں ہیں جلوہ گر — آئینہ بردار غم ہے اشک افشانی مری
جب پریشاں ہو کے مجھسے پوچھتے ہو حالِ دل — اور بڑھ جاتی ہے اس غم سے پریشانی مری
شیخ تو اشکِ ندامت سے مرے کرلے وضو — دیکھ لے تردامنی میں پاکدامانی مری

میں ہی اسکے عشق میں اے قیس دیوانہ نہیں
بلکہ لیلیٰ بھی محبت میں ہو دیوانی مری

اضطرابِ درد ۳۰

از

جناب بابو متھرا پرشاد صاحب شیدا علی گڑھ

پھرتی ہے دردر لئے مجھکو پریشانی مری — کسقدر رسوا ہوں ہائے خانہ ویرانی مری
کعبہ کس کا دیر کیسا یوں ہی لطفِ بندگی۔ — اُن کا سنگ آستاں ہو اور پیشانی مری
دشت میں ہوگا ہر اک کانٹا امنت گذار — سو کی تن پوشی کریگی ایک عریانی مری
پھر دفورِ گریہ سے آنکھوں کی حالت ہے خراب — دیکھیے کیا گل کھلائے اشک افشانی مری
تنکا تنکا آشیانہ کا شرارہ بن گیا — وجہ بربادی ہوئی آتش بدامانی مری
عمر بھر کیا اضطرابِ درد کم ہوگا مرا — ہے سکونِ دل کے ہم پہلو پریشانی مری
ہوں پریشانی سے کیوں آزردہ خاطر ہجر میں — میں پریشانی کا شیدا ہوں پریشانی مری
نشہ آنکھوں میں زباں پر ذکر ہی ہاتھوں میں جام — حشر میں دیکھیے تو کوئی کفر سامانی مری

جب سے وہ شیدا تصور میں مرے رہنے لگے
دور رہتی ہے مرے دل سے پریشانی مری

نغمۂ شوق ۳۱

از

جناب اختر زندانی صاحب علی گڑھ

دیکھنے وہ آج آئینگے پریشانی مری — بڑھ گئی کچھ اور بھی یہ سنکے حیرانی مری
اک پرستارِ ہوس نے کردیا بدنامِ عشق — بول اٹھے ایسے میں یارب چاکدامانی مری

خام کاری بھی ہے گویا پختہ کاری کی دلیل
عشق والوں کو سبق دیتی ہے نادانی مری

دفترِ عصیاں میرے اشکِ ندامت سے دھلے
کام آخر آگئی خوئے پشیمانی مری

دیدۂ لبریزِ غم ہوں دیکھ اے ابرِ بہار
آرزوؤں پر نہ پھر جائے کہیں پانی مری

وہ بھی کیا دن تھے کہ یہ گھر جلوہ گاہِ حسن تھا
مجھ سے کیا کرتی ہے شکوہ خانہ ویرانی مری

بے نیازِ طالبِ دیدار ہو جاؤنگا میں
گر یونہی جاری رہی تعلیم روحانی مری

اُن کے ہر انکار میں گنجائشِ اقرار ہے
کام کیسے وقت میں آئی سخن دانی مری

ہے کلامِ اختر مرا اک داستانِ حسن و عشق
نغمۂ شوق و محبت ہے غزل خوانی مری

تصویرِ وحشت ۲۲

جناب تاج صاحب میرٹھی

مجھ سے مل کر رو رہی خود پریشانی مری
دیکھ سکتا ہے کوئی یہ خانہ ویرانی مری

جانبِ منزل بڑھا جاتا ہوں اپنے شوق میں
مشکلیں پیدا کہیں کر دے نہ آسانی مری

کس طرح رو رو کے تیری یاد میں کی ہے سحر
رات بھر تاروں نے دیکھی ہے پریشانی مری

دیکھنے والے مجھے حیران ہو کر رہ گئے
بن گئی تصویرِ وحشت چاک دامانی مری

اب تمہارا در ہی بنتا جا رہا ہے جزو جاں
اب نہیں درماں طلب تکلیف روحانی مری

جب بھی دیکھا انکو طاری مجھ پہ سکتہ سا رہا
ایک دن دنیا سے کھو دے گی یہ حیرانی مری

دل کے ہر گوشہ میں ہیں تاریکیاں چھائی ہوئی
گم کہاں کر آئی اے قسمت درخشانی مری

چارہ گر ناکامیٔ درماں سے آزردہ ہوں　　زندگی ممکن نہیں فطرت ہی جب فانی مری
اپنی گمراہی پہ ہے کیا کیا تاسف اب مجھے　　رو رہی ہے میری عمیت پر پشیمانی مری
جب میں روتا ہوں رولادیتا ہوں ساری بزم کو
ہے طبیعت فطرتاً اے تاج طوفانی مری

۳۳
پشیمانِ سجدہ

جناب۔ اے۔ آر۔ سائل صاحب۔ میرٹھی پروپرائٹر علی گڑھ
میوزک مارٹ رسلگنج علی گڑھ

ہے مثالِ برق وحشت میں پریشانی مری　　دامنِ صحرا سے کیا ہوگی نگہبانی مری
مرتے دم تک کچھ نہ تھا میری وفاؤں کا خیال　　رو دیئے آخر وہ کیوں تربت جو پہچانی مری
اس طرف روتی تھی حسرت اسطرف تھی بیکسی　　اُن کو تربت پر پکڑ لائی پریشانی مری
شیخ جی پہچانتی ہر دوست دشمن سب کو یہ　　میرے شیشہ کی پری ہی جانی پہچانی مری
بیخودی میں کیا کسی کافر کو سجدہ کر لیا　　سر اٹھانے ہی نہیں دیتی پشیمانی مری
خوب ہوں پردہ نشیں اگر ننگ عالم ہوں تو میں　　تجھکو ہو پردہ مبارک مجھکو عریانی مری
آج سینہ سی لپٹ کر دے گئے دل کو قرار　　لے گئے مجھ سے گلے مل کر پریشانی مری
بے نقاب آتا ہے محشر میں کوئی پردہ نشیں　　ڈھانپ لینا مجھکو بڑھکر شرم عریانی مری
میکشی کرتے ہی کرتے آج سائل چلدیا
یاد رکھے گی مجھے یہ بزم رندانی مری

گلزارِ احسن

۴۴ھ

جناب ابرؔ انصاری صاحب احسنی گنوری

جامہ زیبی کر رہی تھی جب تن آسانی مری — ہنس رہی تھی پردۂ وحشت میں عریانی مری

یہ جو ہے صحرا بصحرا اشک افشانی مری — رو رہی ہے کھو کے مجھکو خانہ ویرانی مری

ہے جنوں میں تیری دربدر چاک دامانی مری — ڈہل گئی ہے ہوش کے سانچے میں نادانی مری

محوِ حیرت ہو چلے ہیں دیکھنے والے مجھے — آئینہ بنکر رہی جاتی ہی حیرانی مری -

مل کے ارمانِ شہادت کو نہ کر ڈالیں حلال — یہ تمہارا کند خنجر یہ گراں جانی مری

بے نیازِ معصیت ہی عشق معصوم اے جنوں — پاک دامانی بنیگی چاک دامانی مری

حشر میں آنسو گرے اور ابر رحمت بنگئے — شاد اس افتادگی پر ہے پشیمانی مری

سہل ہے اذنِ پریشانی تو دیدینا مجھے — ہے مگر مشکل کہ تم دیکھو پریشانی مری

ساتھ ایک طوفان لیکر جا رہی ہی ڈوبنے — کشتیٔ عمرِ رواں پر ہستیٔ فانی مری

پائے وحشت غالباً اب کوئی جاناہی قریب — بہر سجدہ خود جھکی جاتی ہی پیشانی مری

ابر گوہر ریز گل خنداں ہوائیں عطر بیز — ہائے یہ دن یہ قفس یہ خانہ ویرانی مری

ہوش گم اوسان گم احساس گم ادراک گم — عکس ہے کس آئینہ رو کا یہ حیرانی مری

بلبلِ گلزارِ احسن ابرؔ کہتے ہیں مجھے
لحنِ داودی میں ہوتی ہے غزل خوانی مری

فراموشِ وفا ۳۵

جناب سید محمد حسین صاحب قمر جلالوی (علیگڑھ)

سن ہے کچھ قائل کا کچھ ہے گراں جانی مری
قید ہے دو مشکلوں میں ایک آسانی مری

چھوڑ دے میری سمجھ پر مجھکو حیرانی مری
ہے وہی کعبہ جدہر جھک جائی پیشانی مری

بھول جب اتنے چڑھے تھے قبر کیوں جانی بہی
او فراموشِ وفا تربت نہ پہچانی مری

دیکھتے ہو بام پر چڑھ چڑھ کے حیرانی مری
تم نے طشت از بام کردی ہے پریشانی مری

اب قفس کو گھر بنایا ہے قفس کی خیر ہو
باغ میں اکثر ہوئی ہے خانہ ویرانی مری

صبر کر اے موت کی ہچکی گھڑی بھر صبر کر
پوچھتے ہیں وہ اشاروں سے پریشانی مری

میرے سو خونِ تمنا کے گلوں کا اک جواب
اُن کا شرما کر یہ کہدینا کہ نادانی مری

سن رہا ہوں باغ میں تنکے مری برباد ہیں
رہ گئی کیا آشیانے میں پریشانی مری

مختصر حالِ قفس یہ ہے کہ جب چھوٹا ہوں میں
باغ بھر میں ایک نے صورت نہ پہچانی مری

شمع بھی میت اکیلی چھوڑ کر چلدی قمر
رات بھر تاروں نے کی آخر نگہبانی مری

سکوتِ بیخودی

مری خاموش رہنے نے مری منہ میں زباں رکھدی
سکوتِ بیخودی نے کھول کر سب داستاں کہدی

کہاں رکھا، کہاں پھینکا، کہاں غارت کیا دلکو
تمناؤں کی دنیا چھین کر تمنے کہاں رکھدی

(نشتر بلرامی)

نوٹ۔ یہ نظمیں بلا ترتیب موصول ہوئیں اس لئے سلسلہ سے علیحدہ ہوگئیں۔

تکمیلِ وفا

جناب محمد حفظ الرحمٰن صاحب وفاؔ۔ ڈبائیوی کیشیئر
مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

دیکھ کر ہنستے ہیں کانٹے شانِ عریانی مری — اک تماشہ بن گئی ہے چاک دامانی مری
ٹھٹھے کرتے ہیں بگولے اب نگہبانی مری — بن گئی ہے قابلِ اعزاز عریانی مری
بال کھولے وہ عیادت کے لئے آئے تو ہیں — ڈر ہے دیوانی نہ ہو جائے پریشانی مری
المدد اے جوشِ وحشت المدد دستِ جنوں — گم ہوئی جاتی ہے ذروں میں پریشانی مری
اٹھ گیا اب غیریت کا دل سے پردہ اٹھ گیا — کر رہے ہیں آج وہ منظور مہمانی مری
کر رہا ہوں یار کے قدموں پہ تکمیلِ وفا — ڈھل رہی ہے نور کے سانچے میں پیشانی مری
ایک عبرت ناک نقشہ ہے یہ دنیا کا سکوت — اور تاریخِ محبت ہے یہ ویرانی مری
وہ خدا کے سامنے خود ہی پشیماں ہو گئے — دیکھنے کی چیز تھی محشر میں حیرانی مری
میں نے ایک سجدہ کیا ہے انکے پائے ناز پر — کیا کہوں کیا بن گئی ہے آج یہ پیشانی مری

سامنے ان کے نہیں روتا ہوں اس ڈر سے وفاؔ
راز دل افسانہ کر دے اشک افشانی مری

پاپ کی کشتی

اک روز جب اندھیرا دنیا پہ چھا چلا تھا
دریا پہ میں جو پہونچا تاریکیوں میں دیکھا
غمگین ایک لڑکی
کچھ گود میں ہے جس کی
ساحل پہ چپ کھڑی تھی
پاؤں میں تھرتھری تھی
اتنے میں اس حسیں نے ایک طرفہ گل کھلایا
آنچل سے منہ چھپایا ۔ سینہ سے کچھ لگایا
توبہ کا راگ گایا پیروں کو پھر اٹھایا
اُچھلی اُچھل کر اک دم
ڈوبی وہ مایۂ غم
شیدائے پردۂ ستم
آئیں صدائیں پیہم
ایک کھیل تھی تو بھی الفت کا بیج بونا
اے آبدار موتی اتنا تو سوچ لیتی
آخر یہ پھیلیگی کھیتی ۔ چھپ چھپ کے ہی جو بوئی

تو زینتِ مکاں تھی
تو شمع خاندان تھی
راتوں میں تو کہاں تھی
آنکھوں سے کیوں نہاں تھی
اے پیکرِ ندامت یوں چاہیے تھا پھرنا ؟
اے ہستیٔ ذلالت — اے غرقِ بحرِ ذلت
برباد کردِ عصمت — صد بار تجھ پہ لعنت
عریانیوں کی شیدا
تقلیدِ مغربی کا
مشرق میں عشرہ دیکھا
نشتر نے کیا کہا تھا؟
تو پاپ کی ہے کشتی بس تہ میں ڈوب جانا

نشتر بلرامی

مژدہ

ہم نہایت مسرت کے ساتھ شعرائے عظام کو یہ خوشخبری سناتے ہیں کہ مشاعرہ نمائش گاہ علی گڑھ کے متعلق ہر قسم کی آسانیاں بہم پہونچانے کا وعدہ عالیجناب بابو رام دیال صاحب مظفر آنریری اسسٹنٹ کلکٹر علی گڑھ نے فرمالیا ہے۔ (اراکین بزم سخن علیگڈھ)

سبھ در در پھرے مگر یہ سفر نہیں ہوتی — کہیں دو رکی تو دو نہ قدر نہیں ہوتی
بس قبح رزق سے بیمار ہو جاتی ہیں — مریض کی وجہ سے سفر نہیں ہوتی
۱۴۲

نویدِ مغفرت

محمد رضوان علی خاں رضواںؔ ضیائی بدایونی حال ضلع علی گڑھ

مرحبا بابِ حرم پر خاک افشانی مری — داغِ سجدہ بن کے چمکی لوحِ پیشانی مری
کام آئی روزِ محشر اشک افشانی مری — بن گئی سامانِ بخشش خود پریشانی مری
دیکھ کر جوشِ جنوں میں چاک دامانی مری — خوب کی خاریدۂ بطحیٰ نے مہمانی مری
کشتیٔ عمرِ رواں ہے غرقِ سیلابِ فنا — اک حبابِ بحر ہے یہ ہستیٔ فانی مری
عرش کا جلوہ تہِ مدفن نظر آیا مجھے — ہے جمالِ مصطفیٰ سے قبر نورانی مری
جب کہا وقتِ مصیبت یا علی مشکل کشا — ہو گئی ہر ایک مشکل حل بآسانی مری
جاں بلب یادِ لبِ جاں بخش میں ہر دم ہوئی — آبِ حیواں میں ہی گویا ناؤ طوفانی مری
بیخودی ہی تھی حجابِ عارضِ مصحف نما — ہو گئی آئینہ مجھ پر خود یہ حیرانی مری
دی نویدِ مغفرت خوش خوش فرشتوں نے مجھے — جگمگا اٹھی صفِ محشر میں پیشانی مری
رحمتِ حق سے بنی پردہ پوشِ روزِ حشر — یہ ردائے معصیت یہ دلقِ عریانی مری

قادری مشرب ہے رضواںؔ مدح خوانِ اہلبیت
لاج رکھنا حشر میں محبوبِ سبحانی مری

صفا ہوتے رہ یک مدم کا کیا تھا — کیسے نا ہوں یہ رد سفر نہیں ہوتی

DATE LABEL

DATE LABEL

DATE LABEL
